فتاوی یسئلونک

مجلسِ إفتاء

دار الإفتاء والإرشاد

الباقیات الصالحات فاؤنڈیشن (رجسٹرڈ)

سوال: آج کل انٹرنیٹ پر ADD clicking ہوتی ہے، اس سے ہونے والی کمائی حلال ہوتی ہے یا حرام؟

جواب: مذکورہ کاروبار کے جائز ہونے کے لیے عمومی شرائط تو وہی ہیں جو ہر کاروبار کے لیے ضروری ہیں۔ اس کے علاوہ مزید یہ شرائط بھی ہیں:

1۔ آن لائن دیکھے جانے والے یا کلک کیے جانے والے اشتہارات شرعی منکرات مثلاً غیر محرم کی تصاویر اور فحش مواد پر مشتمل نہ ہوں۔

2۔ فلموں، سودی بینکوں اور انشورنس کمپنیوں کے اشتہارات پر مشتمل نہ ہوں۔

3۔ اسی طرح جس کمپنی کا اشتہار ہو وہ کمپنی ناجائز مثلاً شراب وغیرہ کا کاروبار بھی نہ کرتی ہو۔

اگر ان تمام شرائط کا لحاظ رکھا جائے تو عمومی معاملات کی شرائط کا لحاظ رکھتے ہوئے مذکورہ کاروبار بھی جائز ہوگا۔

لیکن دیکھا یہ گیا ہے کہ غالب ترین اشتہارات مذکورہ شرائط کے دائرے میں نہیں آتے۔ لہٰذا اس طرح کے کاروبار کو اپنا ذریعہ معاش نہ ہی بنایا جائے تو بہتر ہے۔

سوال: ایک بندے کے پاس دو لاکھ روپے ہیں اور وہ اس پر کاروبار کر رہا ہے اور اسکے ساتھ وہ آٹھ لاکھ روپے کا قرض دار ہے آیا اس بندے پر زکوۃ فرض ہے؟

جواب: آٹھ لاکھ روپے کے قرض دار شخص کے بارے میں یہ بات واضح رہے کہ اس پر آٹھ لاکھ روپے کا قرضہ فی الفور ادا کرنا لازم ہے یا ایک مدت مقررہ تک تھوڑا تھوڑا ادا کرنا ہے۔ اگر پورے آٹھ لاکھ کی ادائیگی ایک ساتھ لازم ہے تو مذکورہ شخص پر زکوۃ لازم نہیں، لیکن اگر آٹھ لاکھ قرض کی رقم ایک ساتھ ادا نہیں کرنی بلکہ تھوڑی تھوڑی قسط وار ادا کرنی ہے تو جتنی رقم سالانہ ادا کرنا لازم ہے اس کو نکالنے کے بعد اگر مذکورہ شخص صاحب نصاب بنتا ہو تو اس پر زکوٰۃ لازم ہوگی۔ اس صورت میں قرض کی پوری رقم کو زکوٰۃ لازم ہونے کے لیے مانع نہیں سمجھا جائے گا۔[1]

(1). (قوله أو مؤجلا إلخ) عزاه في المعراج إلى شرح الطحاوي، وقال: وعن أبي حنيفة لا يمنع. وقال الصدر الشهيد: لا رواية فيه، ولكل من المنع وعدمه وجه. زاد القهستاني عن الجواهر: والصحيح أنه غير مانع (الدر المختار وحاشية ابن عابدين(رد المختار)، كتاب الزكوٰة)

سوال: امریکا کی ایک مسجد میں آدھے لوگ عربی ہیں اور آدھے پاکستانی اور بھارت بنگلہ دیش کے لہٰذا تراویح میں 8 رکعت پڑھنا چاہنے والے ہیں اور باقی آدھے لوگ 20 رکعت پڑھنے والے ہیں تو اس میں تراویح کیا 8 رکعت پڑھا کے وتر پڑھا کے باقی 12 رکعت تراویح پڑھا سکتے ہیں تا کے مسجد کے دونوں لوگ خوش رہیں۔

جواب: دونوں مسالک پر عمل کی خاطر آٹھ رکعت تراویح کے بعد وتر پڑھنا اور بعد میں بارہ رکعت تراویح پڑھنا جائز تو ہے،[2] البتہ بہتر نہیں۔

دراصل اسلام کے چار مذاہب ہیں اور چاروں میں بیس رکعت تراویح مشروع ہے لہٰذا معلوم ہوا کہ آٹھ رکعت کی خواہش رکھنے والے افراد تساہل یا ناواقفیت کا شکار ہیں، مساجد میں اگر ان کی رعایت کی گئی تو بقیہ کی دین داری کو نقصان ہونے کا قوی امکان ہے چنانچہ اولیٰ یہی ہے کہ معمول بہ طریقہ اختیار کیا جائے۔[3]

(2). (ووقتها بعد صلاة العشاء) إلى الفجر (قبل الوتر وبعده) في الأصح. (الدر المختار وحاشية ابن عابدين(رد المختار)، كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل)

(3). (ألف) إن مجموع عشرين ركعة في التراويح سنة مؤكدة لإنه مما واظب عليه الخلفاء وإن لم يواظب عليه النبيﷺ وقد سبق أن سنة الخلفاء أيضا لازم الاتباع، وتاركها آثم وإن كان إثمه دون إثم تارك السنة النبوية، فمن اكتفى على ثمان ركعات يكون مسيئا لتركه سنة الخلفاء وإن شئت ترتيبه علي سبيل القياس، فقل: عشرون ركعة في التراويح مما واظب عليه الخلفاء الراشدون، وكل ما واظب عليه الخلفاء هو سنة مؤكدة، ينتج: عشرون ركعة في التراويح ثم تضمه مع أن كل سنة مؤكدة يأثم تاركها، فينتج: عشرون ركعة يأثم تاركها، ومقدمات هذا القياس قد أثبتناها في الأصول السابقة. (تحفة الأخيار بإحياء سنة سيد الأبرار:ص:126، خاتمة التي يتعلق بالتراويح، ط: دار القلم، دمشق)

(ب) وفي شرح منية المصلي وحكى غير واحد الإجماع على سنيتها وقد سنها رسول الله صلى الله عليه وسلم وندبنا إليها وأقامها في بعض الليالي ثم تركها خشية أن تكتب على أمته كما ثبت ذلك في الصحيحين وغيرهما ثم وقعت المواظبة عليها في أثناء خلافة عمر رضي الله عنه ووافقه على ذلك عامة الصحابة رضي الله عنهم كما ورد ذلك في السنن ثم ما زال الناس من ذلك الصدر إلى يومنا هذا على إقامتها من غير نكير وكيف لا وقد ثبت عنه صلى الله عليه وسلم: ''عليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين المهديين عضوا عليها بالنواجذ ''كما رواه أبو داود.

(الدر المختار وحاشية ابن عابدين(رد المختار)، كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل)

سوال: میں مرچنٹ نیوی میں کام کرتا ہوں چناں چہ ہم مستقل سفر میں رہتے ہیں۔ ہم قصر نماز پڑھتے ہیں الحمد للہ۔ برائے مہربانی رہ نمائی فرمائیں کہ اگر ہم نماز قصر جمع کریں (یعنی ظہر اور عصر، مغرب اور عشاء اول وقت میں) تو کن شرائط کو ملحوظ رکھنا چاہیے؟ یہ بات واضح رہے کہ اگرچہ ہم مستقل سفر میں ہو تے ہیں مگر ہماری زندگی یہاں جہاز پر بہت آرام دہ ہو تی ہے، اور ہمارے پاس کافی وقت ہو تا ہے قصر نماز اس کے درست وقت پر ادا کرنے کا، برائے مہربانی وضاحت فرمائیں کہ تقوی کے نزدیک کیا طرز عمل ہے؟

جواب: ہر نماز کا وقت مقرر ہے اور نماز کو اس کے وقت پر پڑھنا ہی تقویٰ کا اعلیٰ درجہ ہے، بلاوجہ نماز میں تاخیر کرنا یا دو نمازوں کو ایک وقت میں پڑھنا جائز نہیں تو اگر جہاز پر معمول کے مطابق سہولت موجود ہوتی ہے اور وقت میں بھی وسعت ہے تو ایسی صورت میں ہر نماز کو اس کے اپنے وقت میں پڑھنے کا اہتمام کریں۔[4]

(4). يجوز عند الجمهور غير الحنفية الجمع بين الظهر والعصـــر تقديمًا في وقت الأولي و تأخيرًا في وقت الثانية والجمعة كالظهر.(الفقه الإسلامي وأدلته، الباب الثاني: الصلاة، الفصل العاشر: أنواع الصلاة، المبحث الأول: صلاة المسافر، المطلب الثاني: الجمع بين الصلاتين)

سوال: تراویح میں مصحف کھول کر قراءت کرنا کیسا ہے؟ ہمیں کس بات کو ترجیح دینا چاہیے کہ آیا تراویح مختصر سورتوں کے ساتھ ادا کریں جو یاد ہوں یا مصحف کھول کر قراءت کریں۔

جواب: نماز میں مصحف کھول کر اس سے قراءت کرنا جائز نہیں۔ مصحف سے قراءت کرنے کی صورت میں نماز فاسد ہوجائے گی۔ اس لیے بہتر یہ ہے کہ کسی حافظ کا انتظام کیا جائے اگر وہ نہ ہوسکے تو مختصر سورتوں کے ساتھ تراویح کی نماز ادا کرلی جائے۔[5]

(5). وإن قراءة المصلي القرآن من المصحف أو من المحراب تفسد صلاته عند أبي حنيفة رحمة الله عليه.(غنية المستملي ص:447، اشرفيه ديوبند)

سوال: کیا گیم کھیلنے والے الیکٹرانک آلات بیچنا جائز ہے؟

جواب: ویڈیو گیم ایک لایعنی چیز ہے، اس کے کھیلنے سے احتراز لازم ہے، اسی طرح ان آلات کی خرید و فروخت سے بچنا بھی چاہیے جو ویڈیو گیم کھیلنے میں معاون ہوں کیونکہ یہ ایک قسم کا گناہ پر تعاون ہے کیونکہ ویڈیو گیم تصاویر اور میوزک پر مشتمل ہوتے ہیں۔ لہٰذا وہ آلات جو ویڈیو گیم کے علاوہ دیگر جائز مقاصد میں استعمال ہوسکتے ہیں ان آلات کا بنانا اور خرید و فروخت کرنا جائز ہے، البتہ وہ آلات جو صرف ویڈیو گیمز کے لیے بنائے جائیں اور اس سے کوئی اور جائز کام نہ لیا جاسکے اس کا بنانا اور خرید و فروخت کرنا مکروہ ہے اور گناہ پر تعاون ہے۔[6]

(6). (ألف) (لا يجوز على الغناء والنوح والملاهي) لأن المعصية لا يتصور استحقاقها بالعقد فلا يجب عليه الأجر. (تبيين الحقائق شرح كنز الدقائق وحاشية الشلبي، كتاب الإجارة، باب الإجارة الفاسدة)

(ب) وعلى هذا يخرج الاستئجار على المعاصي أنه لا يصح لأنه استئجار على منفعة غير مقدورة الاستيفاء شرعا كاستئجار الإنسان للعب واللهو، وكاستئجار المغنية، والنائحة للغناء، والنوح (بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع، كتاب الإجارة، فصل في أنواع شرائط ركن الإجارة)

سوال: اگر دو سال پہلے میرے پاس اتنے پیسے تھے کہ اُس سال کے نصاب کے مطابق حج کی فرضیت مجھ پر ہوتی تھی اور میرے پاس محرم بھی موجود تھا، میں نے اور میرے بھائی نے حج کے لیے درخواست جمع کروائی مگر ہمارا نام نہیں آیا، اس کے بعد دو سال تک میرا بھائی فارغ نہیں تھا، میرے ساتھ حج پر جانے کے لیے کوئی محرم دستیاب نہیں تھا، اور اس سال جب میرا بھائی فارغ ہے اور ہمیں حج پر جانا تھا تو اس سال حج کے پیسے اتنے بڑھ چکے ہیں کہ میرے بس کی بات نہیں کہ میں دے سکوں، اور ابھی میرے پاس جتنے پیسے ہیں اس حساب سے میں صاحب نصاب نہیں ہوں، لیکن مجھ پر پہلے حج کی فرضیت عائد ہوچکی ہے تو اب اس صورت میں کیا مجھے کسی سے ادھار لینا چاہیے یا یہ حج کی فرضیت لاگو رہے گی یا مجھے کسی طرح پیسوں کا انتظام کرنا ہوگا یا جیسے ہی پیسوں کا انتظام ہو تو حج کرنا ہوگا، اس سلسلے میں کیا کرنا ہوگا؟ برائے مہربانی رہنمائی فرمائیں۔

جواب: آپ پر حج اس وقت واجب ہوچکا تھا جب آپ کے پاس اپنے حج کے ساتھ ساتھ اپنے محرم کے حج کا خرچ بھی موجود تھا،[7] لیکن قرعہ اندازی میں نام نہ آنے کی وجہ سے آپ پر حج کی ادائیگی واجب نہیں ہوئی تھی۔ چنانچہ آپ پر لازم ہے کہ اپنے اور اپنے ساتھ ایک محرم کے حج کی کوشش کریں، لیکن اس انتظام میں جتنی تاخیر ہوئی اس کی وجہ سے آپ پر کوئی گناہ نہیں ہوگا۔ اگر خود فریضۂ حج کی ادائیگی پر قادر نہ ہوں تو اپنی وفات سے قبل اپنی طرف سے حج بدل کی وصیت کر جائیں۔ آپ کی طرف سے یہی کافی ہے۔[8]

(7). (مع) وجوب النفقة لمحرمها (عليها) لأنه محبوس (عليها) لامرأة حرة. (الدر المختار وحاشية ابن عابدين، كتاب الحج)

(8). المحبوس والخائف من السلطان كالمريض لا يجب عليهما أداء الحج بأنفسهما ولكن يجب عليهما الاحجاج أو الايصاء به عند الموت عندهما- (غنية الناسک، ص:24)